سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہالرحمن الرحیم: کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوۡنَ اُجُوۡرَکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدۡخِلَ الۡجَنَّةَ فَقَدۡ فَازَ وَ مَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَآ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ (ال عمران: ۱۸۵)

''ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم سب کو (تمہارے اعمال کے) پورے پورے بدلے قیامت ہی کے دن ملیں گے پھر جس کسی کو دوزخ سے دور ہٹا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ صحیح معنی میں کامیاب ہو گیا اور یہ دنیوی زندگی تو (جنت کے مقابلے میں) دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں''

عن عمرو بن میمون الأودیؒ قال قال رسول الله ﷺ لرجل وهو یعظه اغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحیٰوتك قبل موتك (رواه الترمذی)

''حضرت عمرو بن میمون الاودیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا: کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، غربت سے پہلے غنا (مالداری) کو، مشاغل سے پہلے فراغت کو، اور موت سے پہلے زندگی کو۔''

اسلامی سن ہجری سے بے خبری

محترم سامعین! محرم الحرام کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اور اسلامی سن ہجری کا ۱۴۳۷واں سال بھی اپنی ابتداء کر چکا ہے انگریز اور انگریزی کے صحبت یافتہ ہونے کی وجہ سے ہم اسلامی سال وماہ سے اکثر بے خبر اور ناآشنا ہی رہتے ہیں اور صرف رمضان کی تاریخ ہمیں یاد رہتی ہے کہ آج ۱۰ رمضان ہے اور آج ۲۰ رمضان ہے، اس کے علاوہ ہمیں اسلامی تاریخ تو دور کی بات ہے مہینے کے نام تک یاد نہیں آتے اور اس کے برعکس عیسوی تاریخ مہینے اور سال ہم نہیں بھولتے۔

نئے سال کے آغاز پر خوشی یا ماتم

خصوصاً نیا سال شروع ہونے پر تو ہم آپے سے بھی باہر آ کر خوشیاں مناتے ہیں، کیک کاٹتے ہیں

اور تمام دنیا (Happy new year) کے نعروں سے گونجتی ہے ،آخری رات تو پھر تمام حدود پار کرکے رات 12:00 تک عجیب وغریب تماشے اور خوشیاں ہوتی ہیں ،لیکن یہ تمام کام جو ہم کرتے ہیں عقل کے بالکل خلاف ہیں اگر ہم ذرا سوچیں کہ ہم نیا سال شروع ہونے پر کس چیز کی خوشی مناتے ہیں؟ یہ دن تو ہمارے ماتم کرنے کا ہے کیونکہ ہماری زندگی کا ایک سال مزید کم ہوگیا اگر ہماری زندگی ۶۰ سال تھی تو اب ۵۹ ہوگئی تو زندگی کا کم ہونا خوشی کا موقع ہے یا ماتم کرنے کا۔

موت ایک اٹل حقیقت ہے

کیونکہ موت کو مقررہ وقت پر آنا ضرور ہے، جو ہر ذی روح کو لاحق ہوگی اسی طرح یہ موت ایسی چیز ہے جس کا انکار کرنے والا آپ کو کائنات میں نہیں ملے گا، کیونکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے اگر ہم تحقیق کریں تو اس دنیا میں قرآن کے منکر موجود ہیں ،حدیث کے منکرین موجود ہیں رسول اللہ ﷺ کے انکار کرنے والے موجود ہیں حتی کہ بعض دہریئے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بھی منکر ہیں لیکن موت واحد بدیہی حقیقت ہے جس کا انکار کرنے والا کہیں بھی نہیں ملے گا ،آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے اور ہر مرض کیلئے نت نئ تحقیق کے بعد علاج دریافت کیا جارہا ہے لیکن ان تمام جدید وسائل اور ٹیکنالوجی کے باوجود آج تک کوئی ڈاکٹر یا سائنسدان یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میں نے موت کا بھی علاج دریافت کرلیا ہے بلکہ اکثر تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو ڈاکٹر جس مرض کا ماہر سپیشلسٹ ہوگا وہ اسی مرض کی وجہ سے موت کے منہ میں چلا جائے گا یعنی دل کے ماہر ڈاکٹر کی موت ہارٹ اٹیک سے واقع ہوگی جیسا کہ ایک عربی شاعر کہتے ہیں:

بسل مات ارسطاليس و افلاطون بافليج

ولقمان بسر سام وجالينوس مبطونا

مرض سل سے ارسطاطالیس مرا اور فالج سے افلاطون نے وفات پائی اسی طرح لقمان سرسام سے اور جالینوس نے دست کی بیماری کی وجہ سے وفات پائی حالانکہ مذکورہ چاروں اپنے زمانے کے مشہور حکیم اور ان مذکورہ تمام امراض میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

یہ جہاں فانی ہے

معزز سامعین! جو بھی اس دنیا میں آیا ہے اس کے لئے فنا ہونا ضروری ہے رب کائنات نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمن: ۲۶-۲۷)

''اس زمین میں جو کوئی ہے فنا ہونے والا ہے اور صرف تمہارے پرورگار کی جلال والی فضل وکرم والی ذات باقی رہے گی''

سلطنت بمقابلہ موت

حضرت خواجہ حسن بصریؒ جس کا شمار چوٹی کے اولیاء میں ہوتا ہے وہ جواہرات کی تجارت کرتے تھے اور یہی ان کا پیشہ تھا ایک مرتبہ تجارت کے سلسلے میں روم جانا ہوا وہاں وزیر کے ساتھ ملاقات ہوئی وزیر نے کہا کہ آج ہم ایک جگہ جا رہے ہیں اگر آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں تو بہتر ہوگا آپ بھی راضی ہوگئے اور ان کے ساتھ ایک جنگل تشریف لے گئے جنگل میں دیکھا کہ ایک بہترین قیمتی خیمہ لگا ہوا ہے، سب سے پہلے ایک بڑے جرار لشکر نے اس خیمے کا طواف کیا پھر حکیموں اور فلاسفروں نے اس خیمے کا طواف کیا اس کے بعد بے شمار عورتیں بہترین لباس سے مزین اور ہاتھوں میں ہیرے جواہرات کے بھرے تھال لئے طواف کیا آخر میں بادشاہ اور وزیر خیمے کے اندر چلے گئے اور کچھ دیر بعد باہر آگئے۔

یہ نظارہ دیکھ کر وزیر سے اس عجیب وغریب کھیل کے بارے میں پوچھا تو وزیر نے کہا کہ قیصر روم کا ایک بڑا حسین وجمیل اکلوتا بیٹا تھا وہ اچانک فوت ہوگیا اور اس خیمے کے اندر اسکی قبر ہے ہم سال میں ایک بار اس خیمے کی زیارت کیلئے آتے ہیں اور اس قسم کا مظاہرہ کرکے صاحب قبر کو یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ اگر تجھ کو زندہ کرنے میں ہمارا ذرہ بھر بھی امکان ہوتا تو ہم تمام فوج ،حکماء،فلاسفر، بزرگ،عورتیں اور مال ودولت سب کچھ تجھ پر نثار کردیتے مگر تیرا معاملہ تو اس عظیم وبرتر ذات کے ساتھ ہے جس کا مقابلہ تیرا باپ اور سلطنت تو کیا ساری کائنات نہیں کرسکتی۔

یہ بات سن کر حسن بصریؒ پر اس قدر اثر ہوا کہ اپنا تمام کاروبار چھوڑ کر بصرہ واپس ہوئے اور اپنا تمام مال اور ہیرے جواہرات غرباء میں تقسیم کردیئے اور گوشہ نشین ہوگئے ستر سال تک ایسی عبادت کی کہ اپنے زمانہ کے تمام بزرگوں اور اولیاء پر سبقت لے گئے۔

موت کے بعد زندگی

بہر حال موت ایک اٹل حقیقت ہے نہ تو اس سے انکار کیا جاسکتا ہے اور نہ اس سے فرار اختیار کی جاسکتی ہے لیکن اس موت کے بعد جو زندگی پیش آرہی ہے اس میں پھر موت نہیں۔

محترم حضرات ! مرنے کے بعد ہماری منزل قبر ہے جو پہلی منزل ہے ہماری کامیابی وناکامی کی جیسا کہ حضرت عثمانؓ کی روایت ہے: عن عثمانؓ انه كان اذا وقف علىٰ قبر بكىٰ حتى يبل لحيته فقيل له تذكر الجنة والنار فلا تبكى وتبكى من هذا فقال ان رسول الله ﷺقال ان القبر اول منزل من منازل الاخرة فان نجا منه فما بعده ايسر منه وان لم ينج منه فما بعده اشد منه قال وقال رسول الله ﷺ مارأيت قط الا القبر افظع منه (رواه الترمذی)

”حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ ان کا حال یہ تھا کہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو بہت

ہی زیادہ روتے یہاں تک کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہوجاتی ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہے؟ کہ آپ جنت اور جہنم کو یاد کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کی وجہ سے اس قدر روتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل ہے پس اگر بندہ اس سے نجات پا گیا تو آگے منزلیں اس سے بھی زیادہ آسان ہیں اور اگر قبر کی منزل سے بندہ نجات نہ پاسکا تو اسکے بعد کی منزلیں اس سے بھی زیادہ سخت اور دشوار ہیں نیز رسول اللہ ﷺ یہ بھی فرماتے ہیں کہ قبر سے زیادہ خوفناک اور شدید منظر میں نے نہیں دیکھا''

قیام قیامت کی پہلی منزل

بہرحال قبر قیامت کی منازل میں پہلی منزل اور سب سے خطرناک منزل ہے اور قبر سے ہی ہر انسان کا حساب وکتاب شروع ہوجاتا ہے اور اسکو اپنا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے مؤمن کو جنت کی صورت میں اور کافر کو جہنم کی صورت میں چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عن عبدالله بن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ ان احدكم اذا مات عرض عليه مقعده بالغداة والعشى ان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان كان من اهل النار فيقال هذا مقعدك حتىٰ يبعثك الله اليه يوم القيمة (رواه البخارى)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب مرجاتا ہے تو ہر صبح وشام اس کے سامنے اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنتیوں میں سے ہے تو جنتیوں کے مقام میں سے اور اگر وہ مرنے والا دوزخیوں میں سے ہوتا ہے تو صبح وشام دوزخ کے مقام میں سے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ہونے والا مستقل ٹھکانا ہے، اور یہ اس وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ تجھے اپنی طرف اٹھالے گا قیامت کے دن۔''

حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ قبر میں روزانہ جنتی کو اپنا ٹھکانا جنت اور اس کی نعمتیں دیکھ دیکھ غیر معمولی خوشی ہوگی اور وہ قبر کی وحشت وگھبراہٹ اور سختی سے بے خبر ہوگا، اسی خوشی میں منہمک ہوگا کہ قیامت کا دن قائم ہوجائے گا اور جو شخص جہنمی ہوگا تو اس کو بھی اپنا ٹھکانا دکھا دیا جائے گا جب وہ جہنم کی سختی اور عذاب دیکھے گا تو اس کو اور بھی زیادہ تکلیف ہوگی اور قبر کا ایک ایک لمحہ بڑی مشکل اور تکلیف سے گذرے گا جس کا اندازہ اس دنیا میں کوئی نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔

خاتمہ بالخیر کی دعا

معزز سامعین! موت ہم سب پر قائم ہوگی اور پھر اس کے بعد قبر کی زندگی ہم کو پیش ہونے والی

ہے جہاں پر ہم سے اس دنیا کی ترقی مادی حرص اور جاہ وجلال کے بارے میں سوال نہیں ہوگا بلکہ ہمارے اعمال وعبادات کے بارہ میں پوچھا جائے گا،قبر صرف اعمال کا ٹھکانا ہے وہاں حسب ونسب بھی کوئی فائدہ نہیں دیتا اگر اعمال نیک نہ ہوں تو زندگی بھی تباہ ہوجائے گی ،اس فانی دنیا سے جو بھی رخصت ہوجاتا ہے ہمیں ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ وہ اپنے اعمال لیکر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کیلئے جارہا ہے اسی طرح ہم بھی ایک دن اسی طرح حاضر ہونگے اور تنہاہی حاضر ہونگے جہاں پھر نہ مال کام آئے گا اور نہ ہی فیکٹریاں وکارخانے نہ دوست کام آئیں گے،اور نہ ہی اولادرشتہ داریاں وہاں نہ رشوت کام دے گی اور نہ ہی سفارش وہاں صرف عمل ہی کام دے گا۔

قبر کا خطاب

روایات میں آتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء کا انتقال ہوا تو حضرت ابوذر غفاریؓ نے ان کی قبر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

يا قبر اتدرى من التى جئنا بها اليك هذه فاطمة بنت محمد ﷺوهذه زوجة على المرتضىؓ هذه ام الحسن والحسينؓ

”اے قبر جانتی ہو کہ ہم کس ہستی کو تیرے پاس لے کر آئے ہیں یہ فاطمہؓ ہے جو محمد ﷺ کی بیٹی ہے حضرت علی مرتضیٰؓ کی زوجہ ہے اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی والدہ محترمہ ہے“

تو قبر نے زبان حال سے جواب دیا: ما انا موضع حسب ولا نسب بل موضع عمل صالح میں حسب ونسب بیان کرنے کی جگہ نہیں ہوں میں تو عمل صالح کے بارے میں پوچھے جانے کی جگہ ہوں

موت کے لئے تیاری

بہرحال ہمیں ہر وقت موت اور قبر کو اپنے مدنظر رکھنا چاہئے کیونکہ حدیث مبارک میں عقلمند اس شخص کو کہا گیا ہے جو موت کے بعد زندگی کے بارے میں فکرمند رہتا ہے،لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ جوانی تو بعض حضرات کے نزدیک دیوانی ہی ہوتی ہے مگر جب بڑھاپا آجاتا ہے تو اس وقت بھی ان کو موت کا احساس نہیں ہوتا سر اور داڑھی کے سیاہ بال سفید ہوجاتے ہیں مگر انکے سیاہ دل سفید نہیں ہوتے ایسے ہی بوڑھوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان بوڑھا ہوجاتا ہے اور دو چیزیں اس میں جوان ہوجاتی ہیں مال اور عمر کی زیادتی کی حرص حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اب سوائے عبادات اور فکر آخرت کے کوئی دوسرا کام نہیں ہوتا۔

خدا ترس بادشاہ کا واقعہ

ایک نیک دل بادشاہ نے ایک ملازم کو مقرر کیا ہوا تھا کہ مجھے روزانہ موت یاد کرانا ایک دن بادشاہ آئینہ دیکھ رہا تھا کہ اسے اپنی داڑھی میں سفید بال نظر آ گیا اس نے اسی دن ہی سے ملازم کو منع کرا دیا کہ اب مجھے موت یاد کرانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی واعظ کی حاجت ہے اسلئے کہ اب میرے چہرے پر واعظ موجود ہے جو ہر آن مجھے یاد دلا رہا ہے کہ ایک لمبا سفر سامنے ہے اسکی تیاری کرنی ہے اور وقت بہت مختصر رہ گیا ہے۔

یہ تو خدا ترس بادشاہ کی بات ہے ورنہ ہمارا حال تو یہ ہوجاتا ہے کہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہوتے ہیں بال سفید ہوجاتے ہیں کمر جھک جاتی ہے بینائی اور شنوائی میں فرق آجاتا ہے حواس تعطل کا شکار ہوجاتے ہیں مگر بڑے میاں پھر بھی یوں کہتے پھرتے ہیں کہ ابھی میں نے دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے ابھی تو دو چار فیکٹریاں اور لگانی ہیں۔

آتے ہوئے اذان اور جاتے ہوئے نماز

محترم سامعین! اس فانی دنیا میں انسان کی زندگی بڑی ہی مختصر ہے اور اس اختصار کی دلیل ہمیں پیدا ہوتے ہی یاد دلائی جاتی ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی جاتی ہے چونکہ اذان اور تکبیر جماعت سے پہلے ہوتی ہے اور پھر اس کے بعد جلد ہی جماعت کھڑی ہوجاتی ہے وقفہ بڑا مختصر ہوتا ہے اس لئے بچہ کے کان میں اذان اور تکبیر کہہ کر یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ تیرا دنیا میں قیام بڑا ہی مختصر ہے، تیری اذان ہوچکی ہے تکبیر پڑھی جا چکی ہے اب جماعت ہونے والی ہے اس کی تیاری کرے یہی وجہ ہے کہ جب نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے تو اذان اور اقامت نہیں ہوتی صرف نماز پڑھی جاتی ہے۔

بہر حال معزز سامعین! ہمیں ہر آن موت کی فکر اور یاد کرنی چاہیئے حضرت لفافؒ ایک بڑے بزرگ گذرے ہیں ان کا قول ہے کہ جو شخص موت کو بہت زیادہ رکھے گا، وہ تین چیزوں سے معزز کیا جائے گا، ایک یہ کہ اس کو جلدی توبہ کرنے کی توفیق نصیب ہوگی، دوسرے یہ کہ اس کے دل میں قناعت پیدا کردی جائے گی، تیسرے یہ کہ اسے عبادت میں مزا آئے گا، اور جو شخص موت کو بھلا دے گا، تو اس کو تین طریقوں سے سزا دی جائے گی، اول توبہ کرنے کی توفیق کم ملے گی دوسرا یہ کہ دنیا کی لالچ اس کے دل میں زیادہ ہوجائے گی اور تیسرا یہ کہ عبادت میں سستی کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح طریقے سے موت کے عظیم سفر کی تیاری کرنے کی توفیق عطاء فرما کر آخری خاتمہ بالایمان فرمائے۔ آمین۔